کہ چراغ سے چراغ جلائے جاسکتے ہیں۔ ہمارے ہاں اکثر لوگ ایسے بھی پائے جاتے ہیں، جن کے نزدیک ہر شخص عیب دار ہے، اور اگر وہ غلط کام کر رہا ہے؛ تو یہ کوئی انوکھی بات نہیں۔ اس طرح کے منفی خیالات ہمیں سچی خوشی سے محروم کر دیتے ہیں۔

ہمیں مسلمان کی حیثیت سے یادرکھنا چاہیے کہ دنیا کبھی اچھے انسانوں سے خالی نہیں ہوتی۔ بلکہ یہ اچھے لوگوں کی برکت سے ہی قائم ہے۔ ساری دنیا کو غلط قرار دینے والے لوگ اپنے عیوب کو جواز فراہم کرنے کے لیے ایسے منفی خیالات کا اظہار کرتے ہیں۔ آخر وہ کون ہیں جو اپنے ہم جنس انسانوں سے ان کی خوشیاں چھین لیتے ہیں؟! سیاسی اختلافات، معاشرتی رنجشوں اور مذہبی اختلافات کے پیچھے جذبہ نفرت وانتقام کارفرما ہوتا ہے۔ ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کے لیے انسان خود ذلت کی گہرائیوں میں ڈوب جاتا ہے۔ زندگی کتنی قیمتی ہے اور غور سے دیکھا جائے تو کتنی کم ہے! ہمیں اس کی قدر کرنی چاہیے۔ اس کو مثبت سوچوں میں بسر کرنی چاہیے۔ انسان مثبت سوچ کے ذریعے ہی زندگی کے اصل مقاصد کو حاصل کر سکتا ہے۔ انسان ہونے کے ناطے ہمارے رویوں میں لچک بے حد ضروری ہے۔ دوسروں کی تذلیل کرنا، تکبر کرنا اور انتقام لینے کے لیے تاک میں رہنا اچھے انسان کا شیوہ نہیں۔ عفوودرگزر، باہمی اصلاح کرنا ہی بڑائی اور عظمت کی علامت ہے۔

ایک "سچی معذرت" ٹوٹے رشتے جوڑ دیتی ہے۔ کسی کی خطا معاف کر دینا نیکی اور اعلیٰ ظرفی کا عملی ثبوت ہے۔ گویا معاف کرنے کا جذبہ اور معافی کی طلب دو انسانوں کا نیکی اور اچھائی کی طرف ایک مشترکہ اقدام ہے۔ اسی اقدام میں انسانوں کی فلاح و بہبود اور معاشرے کی اصلاح مضمر ہے۔ اس عمل سے معاشرے میں محبت، ایثار اور قربانی کے پاکیزہ جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ دوسروں کے دل میں جگہ حاصل کرنے کے لیے ہمیں خود اپنی منفی سوچ بدلنی ہوگی۔ کسی اچھے انسان کا "عمل" آنے والی نسلوں کے لیے مشعلِ راہ ثابت ہوسکتا ہے۔ "محبت" دنیا کا حسین ترین جذبہ ہے۔ اپنے گھر والوں سے محبت کریں۔ ان کو عزت واحترام دیں۔ نفرت اور انتقام کے بجائے اپنے دلوں کو محبت، رواداری، کسرنفسی اور رحم دلی کی آماجگاہ بنائیں۔

یہ کائناتِ عالم' گردشِ صبح ومسا کی پابند ہے اور اسی میں اس کی بقا ہے۔ انسان کی کامیابی، ترقی اور سچی خوشیوں کا راز عملی سطح پر مثبت انداز میں متحرک رہنے میں ہے۔ اچھے تعمیری اور اصلاحی کاموں، رحم دلی، محبت اور درگزر کے ساتھ زندگی میں آگے بڑھنا ہوگا۔ جو بھی اس دنیا میں آیا، اسے جانا بھی ہے۔ ایک دن ہمیں دنیا کو ہمیشہ کے لیے خیر باد کہنا پڑے گا۔ اگر انسان زندگی میں نیک اعمال کرتا رہے، اپنے رب کریم کے احکامات کے مطابق زندگی بسر کرتا رہے، تو اس کی نیکیاں آئندہ کے سفر کا زادِراہ ثابت ہوں گی اور اس کا لامتناہی مستقبل تابناک ودرخشندہ ہوگا۔ ورنہ وہ میزان میں اپنی نیکیوں کا پلڑا ہلکا دیکھ کر پچھتائے گا، تب کچھ بھی نہیں ہوسکے گا۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: "الدنيا مَزرَعةُ الآخِرَةِ"

ملک شام حریت پسند اور ان پر ظلم و بربریت

عبدالرحیم روزی

ملک شام ربع مسکون کے قدیم خطوں میں سے ایک اور انبیائے کرام کی سرزمین ہے۔ یہاں کی سرزمین تاریخ عروج و زوال کا امین ہے۔ قرآن کریم اور احادیث مبارکہ کے ذخیرے میں اس کی غیر معمولی اہمیت کا تذکرہ موجود ہے۔

قرون اولیٰ کے ادوار میں جب ''شام'' کہا جاتا تو 185 مربع کلومیٹر رقبہ پر مشتمل موجودہ مختصر ''سیریا'' کے علاوہ بلادِ فلسطین واردن سب مراد ہوتے تھے۔

ملک شام کو اسلامی مصادر میں ''بابرکت ملک'' کہا گیا ہے۔ یہاں کی پیداوار میں گندم، زیتون، دال، چقندر، دودھ وغیرہ ہیں۔ دمشق، حلب، حمص، انطاکیہ، حماۃ، ادلب اور قصیرا اس کے شہر ہیں۔ یہ ملک حضرت عمرؓ کے دور میں فتح ہوا۔ اس کے فاتح جرنیلوں میں حضرت ابوعبیدہ، خالد بن ولید، یزید بن ابوسفیان، شرحبیل بن حسنہ اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم قابل ذکر ہیں۔ یہیں پر ان جرنیل صحابہ کرامؓ، بہت سے ائمہ عظامؒ و بزرگان دینؒ کی آخری مرقدیں ہیں۔ یہاں کے علماء میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ، امام نووی، حافظ ابن الصلاح، ابن دقیق العید، امام سبکی اور امام سیوطی قابل ذکر ہیں۔

1969ء میں جنرل حافظ الاسد اس کا صدر بنا۔ اس کا تعلق نصیری اقلیتی فرقہ سے ہے۔ یہ خود کو حضرت علیؓ کی طرف نسبت کر کے علوی کہتا ہے۔ نصیری کی نسبت محمد بن نصیر (ت 260ھ) کی طرف ہے، جس نے شیعہ اثناعشریہ سے اختلاف کے بعد الگ فرقہ بنالیا اور دعویٰ کرنے لگا کہ وہ حضرت علیؓ اور لوگوں کے مابین ''باب'' (دروازہ) کی حیثیت رکھتا ہے۔

محمد نصیری کا نقطہ نظر یہ تھا کہ امام حسن عسکریؒ کی وفات کے بعد امام محمد المہدی علم و مذہب کا دروازہ نہیں؛ بلکہ عسکریؒ کے بعد وہ خود ہے۔ یہیں سے اثناعشریہ اور ان میں اختلاف شروع ہوا۔ اس فرقے کی عبادات عجیب و غریب ہیں۔ جنہیں اسلامی ''فِرَق'' پر لکھنے والوں نے شرح و بسط سے بیان کیا ہے۔

حافظ الاسد نے نہ صرف زندگی بھر شام کے عوام پر ظلم و ستم ڈھایا؛ بلکہ مرتے ہوئے شام پر اپنے بیٹے بشار الاسد کو مسلط کر گیا۔ اور جمہوریت کو شاہی نظام میں تبدیل کر کے قیصر و کسریٰ کی روش کو زندہ کر دیا۔

جب عرب ممالک میں اپنے ظالم و مستبد بادشاہوں کے خلاف تحریک کا طوفان اٹھا تو ہر جگہ آسانی کے ساتھ کامیابی و کامرانی ساتھ دیتی گئی۔ لیکن مظلوم شامی حریت پسندوں پر یہ تحریک بہت مہنگی پڑی اور اس تحریک نے خاصا طول بھی پکڑا۔

یہاں کے حریت پسند عوام پر بے پناہ ظلم و بربریت کے پہاڑ توڑے گئے۔ ہزاروں معصوم بچوں کو قتل کیا گیا، شب و روز بم گرائے اور میزائل داغے گئے۔ "قصیر" شہر پر حملہ کر کے آبادی کو خاک و خون میں نہلا دیا اور ہلاکو خان کی تاریخ دہرائی گئی۔

شام کے حوالے سے ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ اقوام عالم ظالم کے خلاف مظلوم کا ساتھ دیتے۔ امریکہ وغیرہ بعض ملک ایسے ہیں جو شاہی و موروثی نظام کے خلاف جمہوری نظام کی بحالی کے لیے ڈینگیں مارتے ہیں۔ اور ظالمانہ آمریت کے خلاف جدوجہد کرنا ان کے مسلمہ اصولوں میں شامل ہے۔ مگر شام کے معاملے میں یہ دیکھنے میں آیا کہ مسلمہ اصولوں کے خلاف موقف اختیار کیا گیا۔ اور نا قابل تنسیخ اصول یکلخت قصہ پارینہ ہو گیا۔

سعودیہ عربیہ، کویت، متحدہ عرب امارات اور ترکی نے شام کے حریت پسندوں کا ساتھ دیا۔ مگر کھل کے میدان میں آنے کی جرأت پھر بھی نہیں کی اور شامی حکومت کو درمیانی راہ نکالنے کی تجویز دیتے رہے۔ ساتھ اس وقت دیا جب حکومت نے ان ساری پیشکشوں کو ٹھکرا دیا، جن میں پر امن طریقے سے انتقال اقتدار کی تجویز شامل تھی۔ جس میں ہر قسم کے خون خرابہ سے تحفظ اور بچنا آسان تھا۔ جبکہ ایران، حزب اللہ اور عراق نے کھل کر شاہی نظام کی حمایت کی۔ اور تن من دھن کے ساتھ شریک جنگ بھی ہوئے۔ چائنہ اور روس نے استبدادی نظام کے خلاف فوج کشی کرنے کے معاملے میں دوبارہ ویٹو کر دیا۔ اور دونوں نے نا قابل فہم قسم کا جواز پیش کیا۔

ظالم اسرائیل نے بھی اپنی حمایت ظالم شاہی حکومت کے ساتھ کرانے کو اپنی بقا کے لیے ضروری سمجھا۔ بی امریکہ کو کیا سانپ سونگھی، وہ بھی آئیں بائیں شائیں کرتے رہے۔ یہ سارے عوامل دیکھ کر ڈکٹیٹر بادشاہ بشار الاسد نے بڑی جرأت وڈھٹائی کے ساتھ شام کی آبادی پر جراثیمی ہتھیار استعمال کیے۔

سعودی عرب کے وزیر خارجہ سعود الفیصل کا یہ بیان شام کے بے کس و بے سہارا مسلمانوں کے لیے حوصلہ افزا ہے کہ ہم اپنا موقف دہراتے ہیں کہ ہماری حمایت شام کے حریت پسندوں کے ساتھ ہے۔ اور ہم شام کے ڈکٹیٹر اور شہدائے شام کے خون سے آلودہ ہاتھوں کے ساتھ کسی قسم کی مدد و تعاون کے لیے تیار نہیں۔ اور "اسدی" نظام کے بجائے ایک "قومی حکومت"" کی تشکیل کے لیے کوشش کی جائے اور شامیوں کے قتل عام کی روک تھام ہونی چاہیے!

سعودی وزیر خارجہ کا یہ بیان ان اوقات میں قابل تحسین ہے۔ اور یہ اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ سعودی عرب ہر وقت مظلوموں کا ساتھ دینے اور جور و استبداد کے حامل نظاموں کے خلاف اٹھ کھڑا ہونے میں اس کے اصول اور بیانات میں ہر وقت ہم آہنگی ہے۔ جیسا کہ عراق کے آمر صدام نے جب بلا جواز کویت پر چڑھائی کر دی تو انہوں نے کھل کر کویت کے